شدید غصّہ کی حالت میں دی گئی طلاق

اور طلاقِ معلّق کا حکم

[الأُردية –اُردو–Urdu]

فتوی: شعبۂ علمی اسلام سوال وجواب سائٹ

ترجمہ: اسلام سوال وجواب سائٹ

مراجعہ وتنسیق: عزیز الرّحمن ضیاء اللہ سنابلی

الطّلاق المعلّق والطّلاق في حال الغضب الشديد

[الأُردية – اُردو–Urdu]

فتوى: القسم العلمي بموقع الإسلام سؤال وجواب

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

مراجعة وتنسيق: عزيز الرحمن ضياء الله السنابلي

82400 :شدید غصّہ کی حالت میں دی گئی طلاق اور طلاقِ معلّق کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر طلاق کی قسم کھائے کہ اگر اس نے کوئی کام مثلا: قطع رحمی کی تو اسے طلاق ہے، اور خاوند اس وقت شدید غصہ کی حالت میں تھا اور اسے اپنے نفس پر کنٹرول نہ تھا اور اسے یہ بھی یاد نہیں تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔۔۔تو اس کا حکم کیا ہو گا؟

بتاریخ ۱۸ -۴- ۲۰۱۳ کو نشر کیا گیا

جواب

الحمدللہ :

اول:

آدمی کو چاہیے کہ بیوی کے ساتھ جھگڑے میں وہ طلاق کے الفاظ مت بولے، کیونکہ طلاق کا انجام خطرناک ہے، بہت سارے لوگ طلاق کے معاملہ میں سستی کرتے ہیں، اور جب بھی بیوی کے ساتھ جھگڑا ہوا طلاق کی قسم کھا لی، جب بھی کسی دوست کے ساتھ جھگڑا ہوا تو طلاق کی قسم کھالی..

یہ تو اللہ کی کتاب کے ساتھ کھلواڑ کی ایک قسم ہے، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکٹھی تین طلاق دینے کو اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل قرار دے رہے ہیں تو پھر جو شخص اسے اپنی عادت ہی بنالے اور جب بھی بیوی کو کسی چیز سے روکنا چاہا یا اسے کچھ

کرنے کی ترغیب دلانا چاہی تو طلاق کی قسم کھالی اس کے بارے میں کیا خیال ہے ؟!

محمود بن لبید بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے شخص کے بارے میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاق دی تھیں ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کیوجہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر فرمایا: (أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللَّهِ ،وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ ؟!)

"کیا تمہارے درمیان میری موجودگی میں ہی وہ اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل رہا ہے ؟!"

چنانچہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟"۔ سنن نسائی حدیث نمبر (3401).

حافظ رحمہ اللہ نے اس کے رجال کو ثقات قرار دیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے غایۃ المرام (261) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"وہ لوگ جو ہر بڑی اور چھوٹی چیز میں اپنی زبان سے طلاق کے الفاظ نکالتے ہیں بے وقوف اور کم عقل ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی مخالف ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہماری راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا ہے:

(مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصْمُتْ)

" جو کوئی بھی قسم کھانا چاہتا ہے تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا پھر خاموش رہے "۔ صحیح بخاری حدیث نمبر(2679).

اس لیے جب بھی مومن قسم کھائے تو اسے اللہ عزو جل کی قسم ہی کھانی چاہیے، اور پھر قسم کثرت سے نہیں کھانی چاہیے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ﴾

(اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو)۔[سورہ مائدہ : 89]

اس آیت میں من جملہ طور پر یہ تفسیر کی گئی ہے کہ کثرت سے اللہ کی قسمیں مت کھاؤ.

رہا مسئلہ طلاق کی قسم کھانے کا مثلا: اگر تو نے ایسا کیا تو مجھ پر طلاق، یا تم ایسا نہ کرو مجھ پر طلاق، یا اگر میں نے ایسا کیا تو میری بیوی کو طلاق، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میری بیوی کو طلاق اور اس

جیسے دوسرے الفاظ کہنا تو یہ اس چیز کے خلاف ہے جس کی طرف ہمیں رسول کریم صلی اللہ نے راہنمائی کی ہے"۔ انتہی

ماخوذ از: فتاوی المراۃ المسلمۃ(2 / 753).

دوم:

کسی شخص کا اپنی بیوی کو یہ کہنا کہ: اگر تونے ایسے کیا تو تجھے طلاق، یا پھر یہ کہا: [اگر تونے ایسے نہ کیا تو تجھے طلاق] یہ شرط پر معلق طلاق کہلاتی ہے، جس میں جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ شرط پوری ہونے کی صورت میں یہ طلاق واقع ہو جائے گی.

اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس معلق کردہ طلاق میں تفصیل ہے جو قائل کی نیت پر منحصر ہو گی اگر اس نے اس سے قسم والا مقصد لیا کہ کسی چیز کی ترغیب دلانا یا کسی چیز سے منع کرنا، یا کسی

کی تصدیق کا تکذیب کرنا، تو یہ قسم کے حکم میں ہو گا اور اس سے طلاق واقع نہیں ہو گی بلکہ قسم ٹوٹنے کی صورت میں قسم کا کفارہ لازم آئے گا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہی قول اختیار کیا ہے.

اور اگر اس سے طلاق مراد لی گی ہو تو شرط پوری ہونے کی صورت میں بیوی کو طلاق واقع ہو جائے گی، اور اس کی نیت کا معاملہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس پر کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہے ، اس لیے مسلمان کو اپنے پروردگار پر حیلہ سازی اور اپنے آپ کو دھوکہ دینے سے اجتناب کرنا چاہیے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" راجح یہی ہے کہ جب طلاق قسم کے معنی میں استعمال کی جائے مثلا: کسی آدمی کا اس سے مراد کسی چیز پر ابھارنا یا پھر کسی

چیز سے روکنا یا تصدیق کرنا یا تکذیب کرنا یا تاکید کرنا مراد ہو تو اس کا حکم قسم کا ہو گا.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾[التحريم:1-2]

" اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے اسے آپ کیوں حرام کرتے ہیں ؟ (کیا) آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے قسموں

کو کھول ڈالنا مقرر کر دیا ہے، اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہی پورے علم والا، حکمت والا ہے"۔[التحریم: 1 - 2]

تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تحریم کو قسم بنایا ہے، اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (إنَّما الأَعمالُ بالنِّيَّات، وإِنَّمَا لِكُلِّ امرِئٍ مَا نَوَى ...)

" اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی "۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے.

اور اگر اس شخص نے طلاق کی نیت نہیں کی ہے، بلکہ قسم کی نیت کی ہے، یا پھر قسم کے معنی کی نیت کی ہے، چنانچہ جب وہ اس کو توڑے گا تو اس کے لیے قسم کا کفارہ کافی ہو گا، یہی قول راجح ہے "۔ انتہی   دیکھیں: فتاوی المراۃ المسلمۃ(2 / 754).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا: مجھ پر طلاق تم میرے ساتھ اٹھو، لیکن وہ اس کے ساتھ نہ اٹھی تو کیا اس سے طلاق واقع ہو جائے گی؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" اگر اس سے آپ کا مقصد طلاق دینا نہ تھا، بلکہ صرف بیوی کو اپنے ساتھ جاگنے پر ابھارنا مقصود تھا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہو گی، صحیح قول کے مطابق خاوند پر کفارہ لازم آئے گا.

اور اگر خاوند کا مقصد طلاق دینا تھا اور بیوی نے اس کی بات نہ مانی تو اسے ایک طلاق واقع ہو گی "۔ انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (20 / 86).

سوم:

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اکثر طور پر طلاق غصہ اور تنگی اور جذبات کی حالت میں صادر ہوتی ہے، نہ کہ خوشی ورضامندی اور شرح صدر کی حالت میں، پس خاوندنے جو غصہ کی حالت میں طلاق دی ہے تو اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوتی ہے جیسا کہ اکثر لوگوں کا خیال ہے.

لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ خاوند کو غصہ آیا ہو اور وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا ہو اور اسے ادراک بھی نہ ہو کہ زبان سے کیا کچھ نکال رہا ہے اور اسے سمجھتا بھی نہ ہو تو سب علماء کا اتفاق ہے کہ ایسے شخص کی اس حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہو گی.

لیکن اگر غصہ شدید ہو مگر وہ اس حد تک نہ جائے جس سے ہوش و حواس کھو بیٹھے اور ادراک نہ رہے، لیکن غصہ شدید ہو کہ وہ

اپنے آپ پر کنٹرول نہ رکھ سکے اور غصہ اسے طلاق کی طرف لے جائے.

تو اس صورت میں جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ غصہ طلاق واقع ہونے میں مانع نہیں ہو گا(یعنی ایسی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی)۔

اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ یہ غصہ بھی طلاق واقع ہونے میں مانع ہو گا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ یہی فتوی دیا کرتے تھے، اور ان شاء اللہ راجح بھی یہی ہے. اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (45174) کے جواب کا مطالعہ کریں.

ہم نے جمہور فقہاء کے مسلک کی طرف اشارہ اس لیے کیا ہے کہ سائل اور قاریٔ کو طلاق جیسے الفاظ کی ادائیگی کے خطرہ کا

ادراک ہو سکے، چاہے یہ الفاظ غصہ کی حالت میں بولے گئے ہوں یا عام حالت میں یہ بہت خطرناک ہیں.

اور پھر ہو سکتا ہے ان الفاظ کو نکالنے کی جلد بازی سے اس کے گھر اور خاندان کا شیرازہ بکھر جائے، ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے عافیت وسلامتی چاہتے ہے.

(الحاصل یہ کہ) اگر اس کی اپنی بیوی پر کھائی ہوئی (طلاق کی) قسم شدید غصہ کی حالت میں تھی (لیکن اس کے عقل وشعور وادراک پورے طور سے ختم نہیں ہوئے تھے) تو ان شاء اللہ اس کی طلاق واقع نہیں ہو گی۔ واللہ اعلم.

اسلام سوال وجواب

(طالبِ دُعا: عزیز الرحمن ضیاء اللہ سنابلی :azeez90@gmail.com)